عہد آفریں عالم، کشادہ دل رہنما

مولانا محمد چراغؒ ○

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی سے آپ ابتدائی طور پر کیسے متعارف ہوئے؟

● [قیام پاکستان سے قبل] میں جمعیت علماے ہند کے ایک اجلاس میں شرکت کے لیے دہلی جا رہا تھا، کہ مجھے مولانا مودودی کی طرف سے ارسال کردہ کتاب مسلمان اور موجودہ سیاسی کش مکش کے دو حصے موصول ہوئے۔ میں نے اس وقت یہ سمجھا کہ جس طرح غلام احمد پرویز ایک اچھا لکھنے والا سرکاری آدمی ہے، اسی طرح یہ بھی اچھا لکھنے والا کوئی سرکاری آدمی ہوگا۔ اس لیے میں نے اس وقت تو یہ کتابیں نہ پڑھیں، البتہ اپنے ساتھ لے گیا۔ واپسی پر جب میں بٹھنڈہ لائن دہلی سے آیا تو راستے میں انھیں پڑھا۔ ان کتابوں نے کانگریس سے میرا دل کھٹا کر دیا۔

ایک بار جواہر لال نہرو یہاں گوجرانوالہ بڑے ریلوے اسٹیشن پر تقریر کے لیے آئے۔ میں اور میرے دوست مولانا محمد اسماعیل سلفی (ہم دونوں اس وقت کانگریسی تھے) تقریر سننے جا رہے تھے۔ مولانا مودودی کی تحریروں کے تذکرے پر مولانا محمد اسماعیل صاحب فرمانے لگے: ''مودودی نے کانگریس سے ہمارا وضو تو توڑ دیا ہے، لیکن ابھی میں کانگریس کے ساتھ ہوں علیٰ علاتہ (خرابیوں کے باوجود)''۔

○ شیخ القرآن مولانا محمد چراغؒ، بانی 'جامعہ عربیہ' سے یہ غیر مطبوعہ انٹرویو، مولانا محمد عارف نے ۱۹۷۶ء میں ریکارڈ کیا۔

اس کے بعد جب ڈیرہ غازی خان میں قادیانیوں کے خلاف ایک مقدمے میں مسلمانوں کی طرف سے احمد خان پتافی مرحوم مقدمے کی پیروی کر رہے تھے‘ تو میں نے وہاں احمد خان پتافی مرحوم کے پاس رسالہ ترجمان القرآن دیکھا۔ اسے میں نے پڑھا تو محسوس کیا کہ یہ تو اچھا بھلا دین دار آدمی ہے۔ یہ رسالہ مجھے بہت پسند آیا۔

چنانچہ میں نے گوجرانوالہ آ کر مولانا مودودی کو لکھا کہ آپ کے پاس ترجمان القرآن کے سابقہ جتنے شمارے ہیں‘ مجھے بھیج دیں۔ انھوں نے جلد آٹھ سے لے کر مابعد تک تمام شمارے مجھے بھیج دیے۔ اس سے قبل کے شمارے ان کے پاس بھی نہیں تھے۔ چنانچہ میں نے اس سے پہلے کے شمارے چودھری علی احمد مرحوم کے ہاں دیکھے۔ ان رسالوں کو میں نے پڑھنا شروع کیا تو میں نے سمجھ لیا کہ یہ ایک صاحبِ ایمان‘ صاحبِ بصیرت اور صاحبِ عزیمت انسان ہے۔ اس کے بعد ۱۹۴۸ء میں قرارداد مقاصد کے سلسلے میں مولانا مودودی نے پاکستان کے دورے شروع کیے تو میں نے منڈھیالہ وڑائچ (نزد گوجرانوالہ شہر) میں مولوی نور حسین کے ہاں قیام کیا۔ وہاں خواب میں دیکھتا ہوں کہ: مودودی صاحب کی داڑھی سرخ ہے۔ وہی کھلا سا پاجامہ پہنا ہوا ہے۔ سر پر سفید ٹوپی ہے اور تغاری اٹھائے غریب اکیلا ہی شاہی مسجد کی مرمت کرنے میں لگا ہوا ہے۔ اس خواب کے بعد مجھے مولانا سے ایک محبت اور عقیدت سی ہوگئی۔

مولانا سے آپ کی سب سے پہلے ملاقات کہاں ہوئی؟

● لاہور میں ہوئی۔ جب میں اور مولانا عبدالکریم مظفر گڑھی جو گورنمنٹ کالج میں پروفیسر تھے‘ مولانا سے ملاقات کے لیے گئے۔ اس وقت مولانا مودودی پونچھ روڈ پر رہتے تھے۔ اس ملاقات میں زیادہ باتیں کرنے والے مولانا عبدالکریم ہی تھے۔

کسی ملاقات میں بتایا کہ آپ کا مولانا سے رابطہ کیسے ہوا؟

● نہیں۔ یہ ذکر نہیں کیا‘ البتہ گذشتہ سال (۱۹۷۵ء) میں نے مولانا سے اس خواب کا ذکر کیا جو ۱۹۴۸ء میں دیکھا تو وہ کہنے لگے: ”اچھا، تو ۲۷ سال تک آپ نے اس کو دبائے رکھا“۔

مولانا کی مختلف تحریروں پر جب اعتراضات کا سلسلہ شروع ہوا تو اس دوران میں جب کہیں چھوٹے بڑے سفر پر جاتا تو مولانا کی کتب کو اپنے ساتھ رکھتا۔ اس پر بعض لوگ مجھے کہتے کہ

یہ کتابیں ساتھ کیوں اٹھائے رکھتے ہو؟ میں کہتا: ''میں اسے ایک مظلوم انسان سمجھتا ہوں اور اس کی حمایت کے لیے چل رہا ہوں''۔

چار سال پہلے کی بات ہے، میں نے مولانا سے کہا: ''بعض لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو مولانا کی مدافعت کرتا ہے، حالانکہ مولانا کہتے ہیں کہ میری مدافعت کوئی نہ کرے۔ میں (اپنی مدافعت) خود ہی کروں گا۔ میں انھیں جواب دیا کرتا ہوں کہ مولانا میرے امام نہیں ہیں، نہ وہ میرے مقتدی ہیں۔ پھر میں جماعت اسلامی کا باقاعدہ متفق نہیں ہوں اور نہ رکن، تاہم مولانا مودودی میرے دوست ہیں اور میں انھیں مظلوم سمجھتے ہوئے ان کی مدافعت کرتا ہوں''۔ مولانا کہنے لگے: ''یہ بات تو ٹھیک ہے کہ آپ ہمارے کوئی رکن وغیرہ تو نہیں ہیں''۔

ایک بار وہ اپنے دورے کے دوران یہاں جامع مسجد (شیرانوالہ باغ) میں آئے اور تقریر کی۔ ان دنوں یہاں (گوجرانوالہ) میں ایک کشمیری ہوا کرتا تھا۔ وہ مولانا سے کہنے لگا: ''آپ انھیں اپنا ممبر کیوں نہیں بناتے''؟ تو مولانا کہنے لگے: ''میں کسی کو نہیں کہتا کہ وہ ضرور ممبر بنے، حتیٰ کہ میں نے تو اپنی بیوی کو بھی نہیں کہا کہ وہ لازماً رکن بنے''۔

مولانا کی مدافعت میں اپنے اساتذہ سے اختلاف تو نہیں ہوا؟

- حضرت مولانا اعزاز علی صاحب کو کچھ اختلاف تھا، چنانچہ میں نے انھیں لکھا کہ: ''ان الزامات اور اعتراضات کے حوالے سے جو کچھ ان کی طرف نسبتیں کی جاتی ہیں وہ غلط ہیں''۔

انھی والے استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ولی اللہ رحمۃ اللہ کو مولوی غلام اللہ صاحب وغیرہ ابھارتے رہتے، لیکن وہ کسی کی باتوں میں نہیں آتے تھے، بلکہ وہ میری تائید بھی کیا کرتے تھے۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ ضلع گجرات والے میرے استاذ تو نہیں البتہ بزرگ تھے۔ وہ بڑے عالم اور ہر فن مولا تھے، علم الافلاک، علم المیراث، اور علم عروض میں انھیں خصوصی درک تھا۔ انھوں نے علم عروض میں ایک دو ورقہ بنایا ہوا تھا۔ مفتی خلیل احمد صاحب، چونترہ (ضلع جہلم) والے جب ہمارے پاس [مدرسہ عربیہ میں] ہوتے تو ہم انھیں یہاں بلایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ جہلم گئے تو میں نے انھیں بتایا کہ دیکھیں لوگ مولانا مودودی کے ذمے کیا کیا لگا رہے ہیں؟ تو وہ مجھے کہنے لگے کہ کسی موقع پر مفتی محمد حسن مرحوم ومغفور [بانی جامعہ اشرفیہ] کے پاس چلیں گے اور ان سے

بات کریں گے۔ مگر یہ موقع نہ مل سکا۔

اس سلسلے میں کسی بڑے عالم سے خط و کتابت بھی ہوئی؟

● مجھے کوئی زیادہ تفصیل یاد نہیں البتہ مختلف علما کو خط ضرور لکھتا رہا ہوں۔ مولانا سید مناظر احسن گیلانی کی طرف خط لکھا، اپنے استاد مولانا اعزاز علی کی طرف خط لکھا، قاری محمد طیب صاحب کو دو خط لکھے، ان میں سے کسی سے بالمشافہہ بات نہیں ہوئی۔ بالمشافہہ باتیں صرف ان سے ہوئی تھیں جو مجھ سے چھوٹے ہی تھے، بڑے نہیں تھے۔

کراچی میں کاکاخیل کے مولانا عزیز گل جو حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ علیہ کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے، ان سے ملاقات ہوئی۔ وہ اس وقت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب کے مدرسے میں مدرس تھے۔ ان سے بات چیت ہوئی، مگر اس دوران مولانا بنوری خاموش بیٹھے رہے۔ کسی بات پر ہاں یا نہ نہیں کی۔

آپ نے مولانا مودودی کی اکثر کتب کا مطالعہ کیا ہے یا ------؟

● قریباً قریباً ساری کتابوں کا (مطالعہ) کیا ہے، کیونکہ اکثر کتابیں ترجمان القرآن سے ہو کر آئی ہیں اور میں نے ترجمان القرآن کے سارے شمارے دیکھے ہیں۔ البتہ الجہاد فی الاسلام علیحدہ چھپی ہے، وہ میں نے علیحدہ دیکھی ہوئی ہے۔

بعض لوگوں کا اعتراض ہے کہ مولانا جمہور کی راہ سے ہٹے ہوئے ہیں۔ کیا یہ خیال حقیقت پر مبنی ہے؟

● نہیں! یہ بات غلط ہے، جمہور کی راہ سے وہ بالکل ہٹے ہوئے نہیں، بلکہ جمہور کی رائے کے ہی پابند ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی وقت ایسا قول آ جائے جو اکثر کے خلاف سا ہو۔ لیکن سلف کے اقوال سے باہر نہیں اور وہ بھی بس دو چار قول ہوں گے۔

بعض لوگوں نے اعتراض کیا تفہیم القرآن میں مولانا نے لکھا ہے کہ طلوع فجر ہو جائے تب بھی بیشک کھا پی لو۔ میں نے دیکھا کہ بہت سے اشخاص کے اسی طرح کے اقوال ہیں۔ ابوبکر اعمش کا قول بھی ہے۔ عبدالماجد دریابادی نے کافی قول نقل کیے ہیں۔ میں نے اپنی کاپی میں کافی اقوال نقل کیے ہیں۔ حتیٰ کہ امام ترمذی باب باندھتے ہیں باب ماجاء فی بیان الفجر الحمر

اور فجر احمر کی روایت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ علیہ عامۃ اہل العلم (اکثر اہل علم کا یہی خیال ہے)۔ پھر نسائی میں غالباً حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت اس کی تائید میں ہے اور ابوالمنذر بیان کرتے ہیں کہ بعض اہل علم فرماتے ہیں: صبح وہ نہیں ہے جو آپ نے سمجھی ہوئی ہے، بلکہ صبح وہ ہے جو درختوں اور مکانوں پر نظر آتی ہے۔ اس طرح میں نے اپنی کاپی میں دیگر بہت سے اہل علم کے اقوال جمع کیے ہیں۔ لیکن لوگ مولانا مودودی کی رائے کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ بالکل خلاف شرع ہے۔ غالباً ۱۹۳۶ء کی بات ہے جب کلکتہ میں فسادات شروع ہوئے، میں مولانا عبدالعلیم، عبدالحلیم وغیرہ کے گاؤں گیا ہوا تھا۔ حافظ خلیل احمد صاحب جو، انگہ (ضلع سرگودھا) کے رہنے والے تھے، میرے دوست تھے اور ان کے بھائی حافظ اسماعیل میرے شاگرد تھے۔ انھوں نے سحری پر میری دعوت کی۔ کھانے پر میرے علاوہ حافظ خلیل، حافظ اسماعیل اور مولانا عبدالحلیم بھی تھے [گاؤں کی کھلی فضا میں افق نظر آرہا تھا]۔ میں نے کہا بتاؤ، کیا صبح صادق ہوگئی ہے اور ہمیں کھانا بند کر دینا چاہیے یا نہیں [ہم چاروں، طبقہ علما میں سے تھے، لیکن] اس سلسلے میں دو قول ہو گئے۔ دو ایک طرف اور دو دوسری طرف۔ دو کہہ رہے تھے صبح صادق ہوگئی ہے، دو کہہ رہے تھے، نہیں -- میں نے کہا ایسی چیز جس میں علما اختلاف کر رہے ہیں، عوام الناس کو اس کا پابند کرنا کیا آسان ہے؟

اعتراض کرنے والے بعض لوگ عجیب اعتراض کرتے ہیں۔ ایک حافظ صاحب (مرحوم) میرے دوست لاہور چھاؤنی میں خطیب تھے، کہنے لگے: ''یہ ابوالاعلیٰ تو خدا کا باپ بن گیا نا (نعوذ باللہ)، کیونکہ الاعلیٰ تو خدا کو کہتے ہیں''۔ میں نے کہا: ''حافظ صاحب آپ کا سوال واقعی بڑا اعلیٰ ہے اور اس کا جواب بھی اعلیٰ ہونا چاہیے تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ سوال و جواب دونوں خدا ہیں''۔

ایک مولانا صاحب نے اعتراض کیا کہ: انھوں (مولانا مودودی) نے لکھا ہے کہ قرآن کا مصنف یوں کہتا ہے، گویا انھوں نے خدا کو مصنف لکھا ہے، اس طرح تو خدا حادث ہو جاتا ہے-- اب یہ بھی کوئی باتیں ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق انھوں (مولانا مودودی) نے لکھا: ''وہ اپنے پیشروؤں کی جمیع صفات کے حامل نہیں تھے--- مگر انھوں نے سر دے دیا''۔ اب بعض نسخوں میں

غلطی سے لفظ جمیع نہ چھپ سکا۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا: ''یہ دیکھیں، کہہ رہے ہیں کہ وہ کچھ نہیں تھے''۔ میں ان سے کہتا: ''خدا کے بندو آپ خود ہی تو کہتے ہیں کہ اول ابوبکر صدیق، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، اور پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنھم اور وہ بھی تو یہی کہہ رہے ہیں کہ ان کے اندر اپنے پیشرووں کی تمام صفات نہیں پائی جاتی تھیں''۔

ایک دفعہ جب وہ تفسیر لکھ رہے تھے، انھوں نے متعہ کے بارے میں یہ لکھا کہ متعہ کے جواز کے بارے میں فلاں فلاں کا یہ مسلک تھا۔ ان دنوں کراچی میں علما کا ایک اجلاس تھا۔ وہاں شاید مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم نے اس پر اعتراض کیا۔ میں نے کہا: جی، کیا آپ کی کتابوں میں مختلف مسائل کے بارے میں مختلف علما کے اقوال درج نہیں ہوتے؟ کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ آپ ان اقوال کے قائل ہیں۔ پھر آپ یہ کیونکر کہتے ہیں کہ یہ اس کے قائل ہیں۔ اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ خود اس کے قائل ہیں، تاہم مولانا نے یہ مضمون درمیان سے نکال ہی دیا۔

تفہیم القرآن میں کیا کوئی بات جمہور علما کی تفاسیر کے خلاف تو نہیں؟

● مجھے کوئی ایسی چیز یاد نہیں جو جمہور علما کے خلاف ہو۔

بڑے بڑے علما میں سے کون ان کا حامی یا ہم خیال رہے ہیں؟

● مولانا عبدالرحیم اشرف نے ایک کتاب لکھی ہے: کیا جماعت اسلامی حق پر ہے؟ اس میں کافی علما کے نام اور اقوال درج ہیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب کا اختلاف تو علمی حد تک ہے!

● ہاں، ان کا اختلاف علمی حد تک ہے۔ مگر انھیں (مولانا مودودی کو) مُوھِنِ (توہین کرنے والے) صحابہ سمجھ لینا غلط ہے۔ انھوں نے توہین صحابہ کوئی نہیں کی۔ صحابہ کو ہم میں سے کوئی بھی معصوم نہیں کہتا۔ بعض صحابہؓ سے غلطیاں ہوئی ہیں، مثلاً حضرت ماعز رضی اللہ عنہ سے زنا کا گناہ سرزد ہوا۔ امرأۃ غامدیہؓ سے گناہ سرزد ہوا۔ ایک اور صحابی شراب میں ماخوذ ہوئے۔ لیکن پھر بھی وہ دنیا کے بہترین انسان تھے۔

مخالفین ظلم یہ کرتے ہیں کہ اگر وہ کسی ایک صحابی کے متعلق کوئی بات کہتے ہیں، تو وہ سب پر

ٹھونس دیتے ہیں کہ صحابہ کو یہ کہا گیا‘ یہ کہا گیا۔

پھر میں نے ۱۴۱ ایسے اقوال اور حوالے جمع کیے تھے‘ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا مودودی پر اعتراض کے لیے جن اقوال کو بنیاد بنایا گیا ہے‘ وہ سرے سے ہی غلط ہیں اور مولانا مودودی کی طرف ان کی نسبت درست نہیں۔ میں نے یہ مواد چودھری محمد اسلم (سابق امیر جماعت اسلامی ضلع گوجرانوالہ) کو دیا تھا کہ وہ اس کو مرتب کر کے شائع کریں۔

کہا جاتا ہے کہ مولانا کو رجوع کرنے کی عادت نہیں۔ انھوں نے جو تحریر کر دیا‘ اس پر چاہے کوئی دلیل دے انھوں نے مانا نہیں؟

● یہ بھی سراسر غلط بات ہے‘ آپ (محمد عارف) نے تو میرے نام خطوط دیکھے ہوں گے۔ ایک خط میں لکھا ہوا ہے کہ آپ (مولانا محمد چراغ) نے مجھے لکھا تھا کہ جیّدھا و ردیّھا سواء [یعنی ہم جنس اشیا کے تبادلے میں وصف کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور آپس میں تبادلے کے وقت ان کا تبادلہ برابری کی بنیاد پر ہوگا‘ تفاضل حرام ہوگا]‘ اور میں نے یہ لکھا تھا کہ وصف کا اعتبار کیا جائے گا۔لیکن جیل میں جا کر میں نے مزید دیکھا تو مجھے روایات میں مل گیا کہ جید ھا وردیھا سواء، اس لیے اب میں [آپ کے مؤقف کا] قائل ہوں۔ اور بھی خطوط ہیں‘ جن میں انھوں نے میرے مؤاخذے کو تسلیم کیا ہے۔اس لیے یہ بات تو غلط ہے کہ وہ رجوع نہیں کرتے۔ البتہ یہ بات ہے کہ وہ جو کچھ لکھتے ہیں اچھا بھلا سوچ سمجھ کر لکھتے ہیں۔

حنفی مسلک کے بارے میں مولانا کا کیا خیال ہے؟

● انھوں نے ترجمان القرآن میں لکھا ہے کہ میں حنفی ہوں‘ لیکن اگر مجھے کوئی دوسرا قول (زیادہ اقرب الی السنۃ) نظر آئے تو میں امام صاحب کے قول سے ہٹ بھی جاتا ہوں۔ میں حنفی اور میرا امام باقی ائمہ سے--- (امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں بہترین تحسین کے الفاظ ہیں)۔

سب سے پہلے حضرت شاہ صاحب (مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ) کے دروس اور تقریروں سے میرا (مولانا محمد چراغ) کا ذہن بنا کہ سارے ائمہ ٹھیک ہیں۔ وہ بھی حق پر ہیں ہم بھی حق پر ہیں۔ اس کے بعد شاہ ولیؒ اللہ صاحب کی کتب دیکھیں تو ذہن میں مزید وسعت پیدا ہوئی‘ کہ شاہ صاحب نے حنفی ہونے کے باوجود بعض مقامات پر حنفیہ کے مؤقف سے اختلاف کیا ہے۔ پھر سید

صاحب (مولانا مودودی) کی کتب سے مزید وسعت پیدا ہوئی۔ اب میرا یہ خیال ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صحیح خیال ہے کہ ائمہ کے اختلافات کے سلسلے میں اگر کوئی آدمی اپنے امام کو چھوڑ کر دوسرے امام کی طرف جائے (بشرطیکہ محض سہولتوں کی طلب اور خواہش پرستی نہ ہو) تو اللہ تعالیٰ اس پر مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہؒ صاحب کا قول حجة الله البالغه میں ہے' الاصل المرضی (پسندیدہ قول یہ ہے کہ) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں نہیں پوچھے گا۔ عقل بھی یہ کہتی ہے کہ آخر یہ سب اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت کے تحت کہتے ہیں۔ ججوں کے اختلاف پر کوئی حکومت گرفت نہیں کرتی' یا کوئی مقدمے میں کسی جج کے فیصلے کی پابندی کر رہا ہو تو حکومت اس پر کوئی پابندی نہیں لگاتی اور گرفت نہیں کرتی۔

مولانا کے خلاف ایسے ایسے الفاظ استعمال کیے گئے جو ایک عام آدمی کے لیے بھی مناسب نہیں۔ لیکن مولانا نے جواب میں یہ انداز اختیار نہیں کیا؟

● بالکل نہیں کیا۔ اب دیکھیے مولانا مدنی مرحوم و مغفور تک یہ کہہ گئے یہ ٹٹ پونجیا ہے۔ جب مولانا انگلینڈ گردے کے علاج کے لیے جانا چاہتے تھے' اس وقت غالباً رانا اللہ داد خان صاحب نے مولانا اور ان کے دوست احباب کے اعزاز میں آموں کی دعوت کی۔ عام لوگ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے' اور دوسری جگہ ملک نصر اللہ خان عزیز' نعیم صدیقی' میں اور اس طرح کے دو چار آدمی بیٹھے تھے۔ وہاں مولانا مودودی سے مخاطب ہو کر نعیم صدیقی کہنے لگے: ''مولانا' یہ (رسالہ) ...... میں تو نہیں پڑھ سکتا''۔ مولانا کہنے لگے: ''آپ نہیں پڑھ سکتے' لیکن میں پڑھتا ہوں''۔ یہ وہ ترجمان ہے کہ جس نے ایک دفعہ لکھا کہ ان (مولانا مودودی) کی لڑکی مخلوط تعلیم والے کالج میں جاتی ہے' اور مولانا جانگیہ پہن کر ٹینس کھیلتے ہیں' اس قسم کی واہیات [علما کے] اس رسالے میں ہوتیں۔

میں کہا کرتا ہوں کہ یہ اکیلا شخص ہے' جس کی زندگی میں اس کے مداح اور ناقد اس کثرت کے ساتھ ہیں اور زندگی میں اس کی تشہیر ساری دنیا تک ہوگئی ہے۔

مولانا کے ساتھ خصوصی تعلق کے حوالے سے کوئی بات؟

● جب تفہیم القرآن کی تکمیل کی تقریب ہوئی' جس میں اے کے بروہی' ڈاکٹر اشتیاق

حسین قریشی وغیرہ نے بھی تقاریر کیں، وہاں روزنامہ وفاق کے نمایندے نے مولانا سے سوال کیا کہ کیا کوئی عالم دین ایسا ہے جس نے آپ کی اس تفسیر کو مکمل پڑھا ہو اور آپ پر تنقید وغیرہ بھی کی ہو، تو مولانا نے فرمایا: ''صرف مولانا محمد چراغ ہیں جو اس کے بارے میں مجھے لکھتے رہے ہیں''۔ یہ میری ان کے ساتھ خاص بات ہوئی۔

بعض لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تم مولانا مودودی کے مقلد ہو۔ میں انھیں کہا کرتا ہوں کہ میں مودودی صاحب کا مقلد نہیں ہوں، میں نے مولانا مودودی کی کئی تحریروں پر گرفت کی ہے اور کسی کو معلوم کرنا ہو تو اسے مولانا عاصم نعمانی کی مرتب کردہ کتاب مکاتیب مودودی دیکھنی چاہیے، جس میں مولانا کے خطوط ہیں۔

مولانا نے مجھے خط لکھا کہ میری بیٹی اسماء کا نکاح آپ پڑھائیں۔ میں نے اس موقعے پر مولانا سے کہا: ''مولانا، اجازت ہے نکاح پڑھانے کی''۔ انھوں نے کہا: ''اس کے ماموں سے پوچھیں''--- وہ چاہتے تھے کہ نکاح کے رجسٹر میں ان کا نام نہ آئے۔ وہ رسم و رواج کی شرارتوں (اور ایوب دور کے وضع کردہ بعض خلاف شریعت عائلی قوانین) کی وجہ سے ان رجسٹروں میں اپنا نام آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ایک آدمی نے ان سے نکاح پڑھوانے کے لیے کہا، تو مولانا کہنے لگے: ''دستخط نہیں کروں گا''۔ اس نے کہا جی! آپ بے شک نہ کریں۔

تفہیم القرآن کی ہر جلد مولانا نے یہ لکھ کر مجھے بھیجی کہ وہ مجھے یہ کتاب ہدیۃً بھیج رہے ہیں۔ چنانچہ اب اگر کوئی مجھے کہے کہ آپ یہ عمدہ عمدہ کتابیں لے لیں اور یہ جلدیں مجھے دے دیں، تو میں کبھی یہ جلدیں دینے کے لیے تیار نہیں ہوں گا کیونکہ ان پر مولانا کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے: ہدیہ محمد چراغ کی طرف۔

جب پاکستان بنا تو یہاں گوجرانوالہ میں محمد عاصم الحداد، مولانا مسعود عالم ندوی سے عربی پڑھتے تھے۔ اس وقت مولانا مسعود عالم ندوی کا دفتر دارالعروبہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس دفتر میں ایک دفعہ بیٹھے تھے کہ مولانا مودودی کہنے لگے ''میری بعض کتابیں اور تفاسیر وہیں دارالاسلام (پٹھان کوٹ) میں رہ گئی ہیں''۔ میں نے کہا: تفسیر روح المعانی تو میرے پاس ہے، اگر آپ کو چاہیے تو میں عاریۃً دے سکتا ہوں''۔ چنانچہ مولانا نے روح المعانی مجھ سے لے لی۔

پھر ایک دفعہ میں نے ان کی بعض باتوں سے سمجھا کہ انھیں حضرت اشرف علی تھانوی مرحوم ومغفور کی کتاب تفسیر بیان القرآن کی ضرورت ہے۔ میں نے وہ بھی انھیں بھیج دی۔ سالہا سال تک یہ کتابیں ان کے پاس رہیں۔ میں نے انھیں اجازت دی ہوئی تھی کہ وہ ان کتابوں کی عبارت پر جہاں چاہیں خط کھینچ سکتے ہیں اور نوٹس لکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے روح المعانی کی بہت سی عبارتوں کو زیر خط (under line) کیا ہوا تھا۔ تین چار سال پہلے انھوں نے مجھے کہا: ''میں آپ کو ملتان کی چھپی ہوئی نئی روح المعانی خرید کر بھیج دیتا ہوں۔ آپ اپنی روح المعانی میرے پاس رہنے دیں کیونکہ میں نے اس کی بعض عبارتوں کو under line کیا ہوا ہے، اور بعض نوٹس بھی ہیں''۔ میں نے کہا: ''آپ نئی روح المعانی پر بھی اپنے نوٹس اور لکیریں لگا کر بھیج دیں تو ٹھیک ہے''۔ پھر وہ کہنے لگے: ''اس پر آپ کا نام لکھا ہوا ہے کہ آپ نے یہ کتاب اتنے کی خریدی ہے''۔ میں نے کہا: ''میں اس کتاب پر آپ کا نام لکھ دیتا ہوں، اور آپ نئی کتاب پر میرا نام لکھ دیں''۔ چنانچہ انھوں نے میرے لیے لکھ دیا کہ میں ہدیہ دے رہا ہوں محمد چراغ کو، اور میں نے اس پر لکھ دیا کہ میں یہ ہدیہ مودت مولانا مودودی کو دے رہا ہوں۔

پھر بیان القرآن کے متعلق مجھے لکھنے لگے: ''ایک یہ رکھی ہے بیان القرآن، اور ایک وہ رکھی ہے۔ آپ اپنی دیکھ لیں کون سی ہے''۔ چنانچہ میں اپنی کتاب لے آیا۔

مولانا کے حوالے سے اور کوئی خاص بات؟

● ہاں، نماز میں خشوع وخضوع کے حوالے سے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ حج پر جا رہے تھے، تو بحری جہاز کا انگریز کپتان ان کی نماز کی کیفیت دیکھ کر کہنے لگا کہ: معلوم ہوتا ہے یہ جس خدا کی نماز پڑھتا ہے وہ عام مسلمانوں کے خدا سے مختلف ہے۔ اس کی نماز سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خدا کوئی بڑا زبردست اور رعب والا ہے کہ یہ اس کے سامنے اتنی عاجزی کا اظہار کرتا ہے۔

سید صاحب (مولانا مودودی) اور شاہ صاحب (مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ) کو میں نے دیکھا ہے کہ ان دونوں حضرات کی نماز میں انتہائی خشوع وخضوع تھا، اور عجز کا کمال نمونہ تھی۔